© rasailojaraid.com

تفسیر کشاف

(وہ کتابیں اپنے آباء کی......اس عنوان کے تحت اسلام کے مصادرومراجع میں سے کسی ایک کتاب کا تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس بار امام زمخشری کی مشہور کتاب تفسیر کشاف کا تعارف نذر قارئین ہے)

مولانا نورالرحمان ہزاروی

کچھ امام زمخشری کے بارے میں! امام زمخشری بلانزاع وجدال اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم، اعلیٰ پایہ کے مفسر اور لغت، ادب، بلاغت اور نحو کے عدیم المثال اور مسلمہ امام تھے۔ انساب عرب کی معرفت میں بھی ان کو عبور حاصل تھا۔ ان کا نام نسب اور نسبت محمود بن عمر بن محمد بن عمر خوارزمی زمخشری ہے۔ کنیت ابوالقاسم اور لقب جاراللہ ہے۔ زمخشری کی نسبت اور لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کی ولادت ماہ رجب المرجب ۴۶۷ھ کو خوارزم کے ایک گاؤں "زمخشر" میں ہوئی۔ اپنے زمانے کے سربرآوردہ علماء اور ائمہ فن سے اکتساب فیض کیا۔ وہ اپنی زندگی ہی میں چاردانگ عالم میں مشہور ہوچکے تھے۔

فرقہ معتزلہ سے وابستگی! مگر بدقسمتی کہ تفسیر، حدیث، ادب، بلاغت، نحو اور دیگر علوم میں امامت کا درجہ پانے والے اس نابغہ اور عبقری صفت انسان کا تعلق ایک باطل فرقہ "معتزلہ" سے تھا، وہ نہایت کٹر اور متعصب معتزلی تھے اور اپنے معتزلی ہونے پر فخر کرتے تھے۔

علامہ ابن خلکان کہتے ہیں: "كان الزمخشري معتزليّ الاعتقاد، متظاهرا باعتزاله، حتى نقل عنه: أنه كان إذا قصد صاحباله واستأذن عليه في الدخول، يقول لمن يأخذ له الاذن: قل له: "أبوالقاسم المعتزلي بالباب." (وفيات الأعيان: ٢/ ٥٠٩، ١٣٠٥)

یعنی: "زمخشری معتزلی تھے اور اپنے معتزلی ہونے کا برملا اظہار کرتے تھے، ان کے بارے میں منقول ہے کہ وہ جب اپنے کسی دوست سے ملنے جاتے تو اندر جانے کی اجازت لیتے وقت خادم سے کہتے: "اپنے آقا سے کہو، ابوالقاسم معتزلی دروازے پر کھڑا ہے، ملنا چاہتا ہے۔" وہ مزید لکھتے ہیں: "انہوں نے جب تفسیر کشاف لکھنا شروع کی تو خطبہ میں یہ الفاظ لکھے: "الحمدلله الذي خلق القرآن"۔ کہتے ہیں کہ اس پر کسی نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے اس کو اسی طرح رہنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیااور" خلق" کا لفظ نہ ہٹایا تو لوگ شروع ہی سے آپ کا اعتزال بھانپ کر اس کو چھوڑ دیں گے اور کوئی بھی اسے پسند نہیں کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے" خلق" کا لفظ ہٹا کر اس کی جگہ" جعل" کا لفظ رکھتے ہوئے لکھا:" الحمدلله الذي جعل القرآن"۔ یہاں بھی انہوں نے اپنے اعتزال کا خفیہ اظہار کیا ہے، کیوں کہ ان کے نزدیک" جعل"" خلق" کے معنی میں ہے۔ بعض نسخوں میں، میں نے خطبہ کے الفاظ یوں دیکھے:" الحمدلله الذي أنزل القرآن"۔ مگر یہ اصلاح مصنف کی جانب سے نہیں ہے، بلکہ لوگوں نے اسے بدلا ہے......" (وفیات الأعیان: ۲/۵۰۹،۵۱۳)

تصانیف! انہوں نے مختلف فنون وعلوم میں کئی گراں قدر کتب لکھیں، جن میں سے بعض مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

۱- المحاجاة ومتمّم مهامّ أرباب الحاجات في الأحاجي والأغلوطات۔ ۲- الفائق ونسيم الرائق في غريب الحديث۔ ۳- أساس البلاغة في اللغة۔ ٤- المفصل في النحو۔ ٥- المفرد والمركب في اللغة۔ ٦- رؤوس المسائل في الفقه۔ ٧- الكشاف ۔ اس وقت یہی کتاب زیر تبصرہ ہے۔

وفات! امام زمخشریؒ کی وفات تفسیر کشاف کی فراغت سے تقریباً دس سال بعد ۵۳۸ھ کو خوارزم کے علاقے جرجانیہ میں ہوئی۔ وہ شب عرفہ تھی۔ ان کے انتقال پر ایک شخص نے مرثیہ لکھا، جس کا ایک شعر یہ ہے:

فأرض مكة تذری الدمعُ مُقلتَها　　　حزناً لفرقة جار الله محمود

یعنی:" سرزمین مکہ کی آنکھ جار اللہ محمود کے فراق کے غم میں آنسوؤں سے نم ہے۔" (راجع للاستزادة: وفيات الأعيان: ۲/۵۰۹-۵۱۳، وشذرات الذهب: ٤/۱۲۱، وطبقات المفسرين للسيوطي: ص ٤١)

معتزلہ کے اسلوبِ تفسیر پر ایک نظر! امام زمخشریؒ کی تفسیر" الکشاف" چونکہ معتزلہ کے نقطہ نظر کی حامل جامع ترین تفسیر ہے، جو معتزلہ کے عقائد ونظریات باطلہ کے لئے ایک اہم اور معتمد مرجع شمار کی جاتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے معتزلہ کے اسلوب تفسیر پر ایک اجمالی نظر ڈالی جائے، تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ معتزلہ کس طرح قرآن کریم کو اپنے عقائد کی عینک سے دیکھتے ہیں، اور اس کے الفاظ کو اپنے افکار وآراء کے تابع کرتے ہیں۔

اصول خمسہ کی اساس! معتزلہ نے اپنے عقائد کو پانچ امور میں محدود و مقصور کیا ہے، توحید، عدل، وعدہ وعید، کفر اور اسلام میں درمیانہ درجہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ۔ معتزلہ کے ہاں کوئی شخص جب تک ان اصول خمسہ کا اعتقاد نہ رکھے وہ صحیح معنوں میں معتزلی کہلانے کا حق دار نہیں ہوسکتا۔

معتزلی تفاسیر کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معتزلہ نے تفسیر قرآن کو اپنے ان اصول خمسہ پر مبنی قرار دیا ہے، چنانچہ جو آیات ان کے عقائد سے متصادم تھیں، وہاں عقل کو حَکَم مان کر متشابہات کے سلسلے میں فیصل تسلیم کیا۔ حالانکہ قرآن کریم کی تفسیر میں سلف صالح کا طریقہ یہ ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کے اقوال پر اکتفاء کیا کرتے تھے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متشابہات میں وہ عقل کو فیصل قرار دینے کے بجائے سکوت اختیار کرتے اور ان کا علم اللہ تعالیٰ کو تفویض کرتے۔

مخالف احادیث صحیحہ کا انکار! عقل کو فیصل قرار دینے کی اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ معتزلہ نے ان تمام صحیح احادیث کا انکار کر دیا جو ان کے مذہبی قواعد و بنیادوں سے ٹکراتی تھیں۔ نیز وہ تفسیر جس کا مدار و انحصار سب سے پہلے زندہ شعور، معمولی احساس، فہم و ادراک کی بساطت و بے تکلفی پر تھا، پیچیدہ منطقی براہین اور عقلی ڈھکوسلوں پر مبنی قرار دی جانے لگی۔ مگر باوجود عقلیت کے غلبہ اور اپنے نظریات سے متصادم احادیث صحیحہ کے انکار کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ معتزلہ منکر حدیث تھے یا تفسیر ماثور کے قائل نہیں تھے۔ چنانچہ نظام معتزلی جو معتزلہ کے مکتب فکر میں نہایت آزاد خیال تصور کیا جاتا ہے، نے اپنے ہم عصر مفسرین کی جو خبر لی ہے اس سے تفسیر ماثور کے بارے میں معتزلہ کا موقف واضح ہو جاتا ہے۔ جاحظ جو نظام کا شاگرد ہے، نے نظام کا قول ذکر کرتے ہوئے کہا: لا تسترسلوا إلى كثير من المفسرين ، وإن نصبوا أنفسهم للعامة، وأجابوا في كل مسألة؛ فإن كثيراً منهم يقول بغير رواية على غير أساس. وكلما كان المفسر أغرب عندهم كان أحب إليهم، وليكن عندكم عكرمة، والكلبي، والسدي، والضحاك، ومقاتل بن سليمان، وأبوبكر الأصم في سبيل واحدة...... (كتاب الحيوان للجاحظ: ١/١٦٨/١٧٠) ۔ غرض معتزلہ مطلقاً منکر حدیث نہیں اور نہ تفسیر ماثور کے مخالف۔ چنانچہ معتزلہ میں سے جن علماء کی تفاسیر سے ہم آشنا ہیں، ان میں زمخشری سر فہرست ہیں، وہ تفسیر قرآن کے سلسلے میں بکثرت احادیث اور اقوال سلف نقل کرتے اور ان پر اعتماد کرتے ہیں۔

ایک عجیب دعویٰ: مجتہد کے متعلق معتزلہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد کے نتیجہ میں جس حکم تک پہنچتا ہے، وہ حکم ربانی تصور کیا جائے گا، حتیٰ کہ اگر ایک ہی حادثہ میں متعدد مجتہدین اپنا جداگانہ اجتہادی فیصلہ صادر کریں تو ہر مجتہد کے حق میں اس کا اجتہاد حکم ربانی تصور کیا جائے گا۔ اپنے اسی نظریہ کی بناء پر معتزلہ کہتے ہیں کہ ان کے سب تفسیری اقوال عند اللہ مراد ہیں، نیز ان کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ قرآن کی کوئی تفسیر ان کے افکار و معتقدات سے نہیں ٹکراتی۔ (التوضیح:۲/۱۸۸) جب کہ اس کے بالمقابل اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر آیت کریمہ کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک ہی معنی مراد ہیں، اس کے علاوہ دیگر معانی جن کا احتمال ہے، وہ اجتہاد پر مبنی ہیں۔ وہ معانی بیان کر کے مراد الٰہی تک رسائی کی کوشش کی جاتی ہے، جو حتمی و قطعی نہیں ہوتی۔

تفسیر میں لغت کی اہمیت! قرآن کریم کی تفسیر کے سلسلہ میں معتزلہ کے نزدیک لغت مبدأ اور اساس کی حیثیت رکھتی ہے، اس لغوی مبدأ کا اثر اور اس کی حقیقت اس وقت کھل کر سامنے آتی ہے جب معتزلہ ان قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہیں، جو ان کے نزدیک بظاہر مقام الوہیت کے مناسب اور شایان شان نہیں ہیں، یا وہ آیات تشبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں، یا ان کے بعض اصولوں سے ٹکراتی ہیں، تب یہ لوگ سب سے پہلے آیت کریمہ کے اس معنی کو باطل قرار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دینے کی کوشش کرتے ہیں، جو انہیں مشتبہ لگتا ہے۔ پھر اس لفظ کے لئے وہ لغت میں موجود دوسرے معنی ثابت کرتے ہیں، جس سے وہ اشتباہ زائل ہو جاتا ہے اور وہ معنی ان کے مذہب واصول کے موافق ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ عربی لغت اور قدیم عربی اشعار سے استشہاد کرتے ہیں۔

مخالف قراءات متواترہ میں محرفانہ تصرف! معتزلہ قرآن کریم کی تفسیر کرتے وقت جب کسی متواتر قراءت کو اپنے مذہب وعقیدہ کے منافی پاتے ہیں تو اپنے عقیدہ کو بچانے کے لئے اس متواتر قراءت میں معنوی تحریف تک کرنے سے نہیں گریز نہیں کرتے۔

''مجاز'' معتزلہ کے لئے ایک ''مضبوط سہارا''! معتزلہ کی یہ عادت ہے کہ جب کسی آیت کریمہ کا ظاہری وحقیقی مفہوم انہیں انوکھا اور بالائے ادراک لگتا ہے تو یہ لوگ ایسی صورت میں ''مجاز'' کے دامن میں پناہ لیتے ہیں، اگرچہ ظاہری وحقیقی معنی مراد لینے سے کوئی مانع موجود نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ ان کی ناقص عقل اس مفہوم کو قبول نہیں کرتی ہے۔ حالانکہ یہ ضابطہ واصل متفق علیہ ہے کہ جب تک معنی حقیقی کا مراد لینا ممکن ہو اور اس کے ارادہ سے کوئی مانع موجود نہ ہو تو لفظ کو مجازی معنی پر محمول کرنا درست نہیں۔ مگر معتزلہ پر چونکہ عقلیت کا غلبہ ہے اس لئے جس آیت کریمہ کے حقیقی وظاہری معنی اس کی عقل سے بالاتر ہوتے ہیں، یہ لوگ وہاں اس آیت کی تمثیل یا تخییل وغیرہ پر محمول کر لیتے ہیں۔

ثابت شدہ دینی حقائق کا انکار! معتزلہ ان بعض دینی حقائق کو انکار کرتے ہیں جو جمہور اہل سنت وجماعت کے ہاں ثابت شدہ حقیقت کا درجہ رکھتے ہیں۔ مثلاً اہل سنت وجماعت سحر کی حقیقت اور اس کی تاثیر کے قائل ہیں، جنات کے وجود اور انسان میں ان کے بعض تصرفات کے قائل ہیں، جن کے نتیجے میں انسان میں مرگی، جنون، وغیرہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں، کرامات اولیاء کے قائل ہیں وغیرہ وغیرہ...... جب کہ معتزلہ ان تمام باتوں کو خرافات قرار دیتے ہوئے ان کا انکار کرتے ہیں، اور اس بابت وارد نصوص اور صحیح احادیث کا انکار یا تاویل کرتے ہیں۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ اہل سنت کے خلاف انہوں نے یہ موقف ومسلک اس لئے اختیار کیا ہے اور تفسیر قرآن میں عقل کو اسی لئے معیار ٹھہرایا ہے تاکہ بزعم خویش حقائق دینیہ کے دائرہ سے من گھڑت قصے کہانیوں کو دور کر سکیں اور قرآن کریم اور ان کے توحید خالص پر قائم ومبنی عقیدے میں بے کھوٹ ہم آہنگی وربط پیدا ہو سکے۔

اہل سنت کا معتزلی اسلوب تفسیر پر نقد! علماء اہل سنت وجماعت نے تفسیر قرآن کریم میں عقل کو معیار ٹھہرانے پر اور قرآن کریم کو اپنے خود ساختہ عقائد ونظریات کے سانچے میں ڈھالنے پر اور ان عقائد کی خاطر قرآن کریم میں معنوی تحریف کرنے سے بھی دریغ نہ کرنے پر معتزلہ کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے، چنانچہ امام ابن قتیبہ فرماتے ہیں:

"وفسروا –أي: المعتزلة– القرآن بأعجب تفسير، يريدون أن يردوه إلى مذهبهم،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ويحملوا التأويل على نحلهم ...... (تأويل مختلف الحديث : ص ٨٠)۔

امام ابوالحسن علی الاشعریؒ اپنی تفسیر "المختزن" کے مقدمہ میں فرماتے ہیں: أما بعد فإن أهل الزيغ والتضليل تأوّلوا القرآن على آرائهم، وفسروه على أهوائهم: تفسيراً لم ينزل الله به سلطاناً، ولا أوضح به برهاناً، ولا رووه عن رسول رب العالمين، ولا عن أهل بيته الطيبين، ولا عن السلف المتقدمين، من الصحابة والتابعين؛ افتراءً على الله، قد ضلوا وما كانوا مهتدين. وإنما أخذوا تفسيرهم عن أبي الهذيل بياع العلف ومتبعيه، وعن ابراهيم نظام الخرز ومقلديه، وعن الفوطي وناصريه، وعن المنسوب الى قرية جبى ومنتحليه، وعن الأشج جعفر بن حرب ومجتبييه، وعن جعفر بن مبشر القصبي ومتعصبيه، وعن الإسكافي الجاهل ومعظميه، وعن الفروي المنسوب الى مدينة بلخ وذويه، فإنهم قادة الضلال، من المعتزلة الجهال ...... (تبيين كذب المفتري: ص ١٣٩)

امام ابن تیمیہؒ معتزلہ کے اسلوب تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں: إن مثل هؤلاء اعتقدوا رأياً، ثم حملوا ألفاظ القرآن عليه، وليس لهم سلف من الصحابة والتابعين لهم بإحسان ولا من أئمة المسلمين، لا في رأيهم ولا في تفسيرهم ...... (مقدمة في أصول التفسير لابن تيمية : ص ٥٢٢)

امام ابن قیمؒ بھی معتزلہ کے اس انداز تفسیر پر کڑی نکتہ چینی فرماتے ہیں: إنه زُبالة الأذهان، ونُخالة الأفكار، وعفار الآراء، ووساوس الصدور فملؤوا به الأوراق سوادًا، والقلوب شكوكًا، والعالم فسادًا، وكل من له مسكة من عقل يعلم أن فساد العالم إنما نشأ من تقديم الرأي على الوحي، والهوى على العقل". (أعلام الموقعين: ١/٧٨)

زیر تبصرہ کتاب: تفسیر کشاف"! تفسیر کشاف کے تفصیلی تعارف سے پہلے ہم اس کی تالیف کا قصہ بیان کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ شروع میں وہ اس بابت متردد تھے، مگر آخرکار انہوں نے عزم مصمم کرلیا اور ایک شان دار اور بے نظیر تفسیر لکھ ڈالی۔ پورا قصہ انہی کی زبانی سنیے، مقدمہ تفسیر میں وہ فرماتے ہیں:

"کچھ فاضل حضرات جو علم عربیت اور اصول دینیہ کے ماہر تھے اور ان کا تعلق فرقہ ناجیہ (معتزلہ) سے تھا، کسی آیت کے متعلق ان کو جب بھی کوئی اشکال ہوتا تو میرے پاس اس کے حل کے لئے آجاتے، میں ان کو حل بتادیتا اور ساتھ ہی اس آیت میں پوشیدہ کچھ قرآنی حقائق اور علمی نکات بھی بیان کردیتا، جس پر وہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ان کی تحسین کرتے اور حسرت کے ساتھ زبان حال سے کہتے: کاش کوئی ایسی کتاب ہوتی جو ان قرآنی حقائق، علمی نکات اور تفسیری اقوال و توجیہات پر مشتمل ہوتی!! چنانچہ ان لوگوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس طرح کی تفسیر لکھوں، مگر میں نے معذرت کرلی، باوجود اس کے مجھے اس بات کا علم تھا کہ ان کا مطالبہ ماننا مجھ پر واجب ہے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیونکہ قرآن کریم میں غور وخوض فرض عین کی طرح ہے، معذرت کا سبب یہ تھا کہ زمانہ شکستہ حال ہو چکا تھا، رجال کار میں بودا پن پیدا ہو چکا تھا، علم تفسیر کی ادنیٰ باتوں کے سمجھنے سے ہمتیں عاجز تھیں، قرآن کریم کے علم بیان و معانی سے متعلق نکتوں اور لطائف کو وہ کہاں سمجھ پاتیں؟ بہر حال وہ بار بار مجھ سے درخواست کرتے اور یہ اصرار کرتے، مگر میرا جواب انہی اسباب کی وجہ سے ہمیشہ ''نہ'' ہی ہوتا۔ انہوں نے بڑے بڑے علماء عدل وتوحید (علماء معتزلہ) سے سفارش کروائی۔ جس پر میں نے انہیں ''فواتح سور'' کے متعلق ایک مسئلہ لکھوایا اور سورۃ البقرہ کے حقائق پر مشتمل انتہائی مفصل بحث لکھوائی، جو بہت سارے سوال و جواب اور دیگر مفید علمی مباحث پر مشتمل تھی۔ میرا مقصد انہیں صرف یہ باور کرانا تھا کہ یہ علم بے پایاں اور بے شمار نکتوں کا حامل ہے، نیز میرا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ یہ بحث ان کے لئے ایک نمونہ ہوگی، جس سے ان کو اگلی سورتوں میں اس طرح کے نکات تلاش کرنے میں مدد اور رہنمائی مل سکے گی۔

کچھ عرصہ بعد میں نے حرم شریف میں مستقل گوشہ نشینی اختیار کرنے کا پختہ عزم کیا، چنانچہ میں نے رخت سفر باندھا اور مکہ مکرمہ کی جانب چل پڑا، راستے میں جس شہر سے بھی گزرتا تو علم کے پیاسے لوگوں کو، جن کی تعداد اگرچہ کم تھی، اس مسودہ کے حصول کی خواہش کرتے ہوئے پایا، جو میں نے ان فاضلین کو لکھوایا تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ ہم اس کو نقل کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کے اس جذبہ نے میرے اس خفتہ جذبے کو جھنجھوڑ کر جگا دیا اور میری ناتواں ہمت میں بجلی سی بھر دی، پھر رہی سہی کسر اس واقعہ سے پوری ہوگئی۔ مکہ مکرمہ میں ابوالحسن شریف بن حمزہ بن وہاس جو خانوادۂ اہل بیت کے چشم وچراغ تھے، اور علم کے انتہائی پیاسے اور خوگر تھے، باوجود بکثرت مصروفیات کے حجاز میں میری غیر موجودگی کے دوران اس خواہش کا اظہار کرتے تھے کہ کسی طرح خوارزم آکر مجھ سے علم تفسیر میں استفادہ کریں۔ میرے مکہ مکرمہ پہنچنے پر انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا تو میں نے دل میں کہا: اب تمام تدبیریں ناکام ہوگئی ہیں، اعذار نے تھکا دیا ہے، دوسری طرف زندگی کے ایام بھی ختم ہونے کو ہیں، اب تو عمر کی اس دہائی کو پہنچ چکا ہوں جسے عرب ''دقـاقة الرقـاب'' (ساٹھ سے ستر سال کی عمر) کہتے ہیں۔ پس میں نے اللہ کا نام لیا اور تفسیر لکھنا شروع کی، مگر اس بار پہلے کی بہ نسبت انداز کافی مختصر تھا، مگر تکثیر فوائد کو ضامن اور سربستہ رازوں کی جانچ وتحقیق کو حاوی تھا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق وتسدید سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت کی بقدر مدت (دو سال چار یا تین ماہ اور نو راتوں) میں اس عظیم کام کی تکمیل ہوئی۔ حالانکہ اندازہ یہ تھا کہ اس کی تکمیل میں تیس سال سے زائد کا عرصہ لگے گا۔ یہ محض حرم شریف کے جوار کا فیضان تھا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس تعب ومشقت کو میری نجات کا ذریعہ اور پل صراط پر اسے میرے لئے نور بنائے جو میرے آگے بھی چلے اور پیچھے بھی۔ بے شک وہی بہترین مسئول ہے۔''

تفسیر کشاف کا علمی مقام! دکتور محمد حسین ذہبی مرحوم لکھتے ہیں: ''اعتزال سے صرف نظر کرتے ہوئے اگر بنظر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انصاف دیکھا جائے تو ''تفسیر کشاف'' کی کوئی مثل اور نظیر نہیں ہے۔ قرآن کریم کی آیات میں وجوہ اعجاز کا بیان اور نظم قرآنی کے جمال اور اس کی بلاغت کا اظہار واقعی زمخشری جیسے عبقری صفت اور نابغہ روزگار انسان ہی کا کام ہے۔ بلا مبالغہ زمخشری نے اس میدان میں جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ کوئی اور نہیں سرانجام دے سکتا تھا۔ اور یہ بات اچنبھے کی اس لئے نہیں کہ زمخشری کو کئی علوم میں براعت ومہارت حاصل تھی، خصوصاً علوم بلاغت معانی، بیان، بدیع، علم اعراب، ادب میں تو ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا، اور لغت عرب اور اشعار عرب سے آگہی میں تو وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کے اس علمی وادبی نبوغ ومہارت کی جھلک ''تفسیر کشاف'' میں دیکھی جا سکتی ہے، جس نے اہل علم کو تفسیر کشاف کا دلدادہ بنادیا ہے۔'' (التفسیر والمفسرون: ۱/۲۸۱)

قرآن حکیم کے نظم واسلوب کے سر اعجاز اور بلاغی پہلو کو اجاگر کرنے میں علم معانی و بیان کو بڑا دخل ہے۔ امام زمخشریؒ اس حقیقت سے خوب آگاہ ہیں اور انہیں اس امر کا بخوبی احساس ہے۔ کشاف کے مقدمہ میں انہوں نے علم تفسیر کے لئے ان دو علوم کی ضرورت واہمیت پر زور دیتے ہوئے انتہائی مفصل کلام کیا ہے۔ کشاف کے مقدمہ میں انہوں نے فرمایا:......ثم إن أملأ العلوم بما يغمر القرائح، و أنهضها بما يبهر الألباب القوارح، من غرائب نكت يلطف مسلكها، ومستودعات أسرار يدق سبكها: علم التفسير، الذي لايتم لتعاطيه وإجالة النظر فيه كل ذي علم- كما ذكر الجاحظ في كتاب نظم القرآن- فالفقيه وإن برز على الأقران في علم الفتاوى والأحكام، والمتكلم وإن بزّ أهل الدنيا في صناعة الكلام، وحافظ القصص و الأخبار وإن كان من ابن القرية أحفظ، والواعظ وإن كان من الحسن البصري أوعظ، والنحوي وإن كان أنحى من سيبويه، واللغوي وإن علك اللغات بقوة لحييه: لايتصدى منهم أحد لسلوك تلك الطرائق، ولايغوص على شيء من تلك الحقائق، إلارجل قدبرع في علمين مختصين بالقرآن، وهما: علم المعاني، وعلم البيان، وتمهل في ارتيادهما آونة، وتعب في التنقير عنهما أزمنة، وبعثته على تتبع مظانهماهمة في معرفة لطائف حجة الله، وحرص على استيضاح معجزة رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد أن يكون آخذاً من سائر العلوم بحظ، جامعاً بين أمرين: تحقيق وحفظ، كثير المطالعات وطويل المراجعات......'' (الكشاف: ۱/۴)

یعنی: علم تفسیر وہ علم ہے جو تمام علوم میں سب سے زیادہ دلکش اور پسندیدہ علم ہے، جو انسانی طبیعتوں کو حیران کردیتا ہے اور شان ومرتبہ میں سب سے بلند علم ہے جو تجربہ کار عقلوں کو چونکا دیتا ہے، ایسے انوکھے نکتوں سے جن کے حصول کے راستے نازک ہوتے ہیں اور اسرار کے ایسے خزانوں سے جن کو صاف کرکے ڈھالنا انتہائی جان جوکھوں کا کام ہے۔ علم تفسیر وہ علم ہے، جس کی طرف ہاتھ بڑھانا اور اس میں نظریں دوڑانا ہر صاحب علم کا نصیبہ نہیں۔ جیسا کہ جاحظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے اپنی کتاب ''نظم القرآن'' میں ذکر کیا ہے۔ صاحب علم خواہ فقیہ ہو، اور فتاوی واحکام کے علم میں اگرچہ اپنے ہم عصروں سے فائق اور ممتاز ہو، خواہ متکلم ہو اور علم کلام میں گرچہ پوری دنیا کے متکلمین پر غالب ہو، خواہ تاریخی قصص و وقائع کا حافظ ہو اور اگرچہ ''ابن القریہ'' سے بڑا حافظ ہو، خواہ واعظ ہو اور وعظ میں اگرچہ حسن بصریؒ سے بڑھ کر ہو، خواہ نحوی ہو اور اگرچہ سیبویہ سے بڑا نحوی ہو، خواہ لغوی ہو اور اگرچہ ایسا لغوی ہو کہ لغات کو اس نے اپنے جبڑوں کی قوت سے چباڈالا ہو، جب تک وہ (صاحب علم) قرآن کریم سے متعلق دو علوم علم معانی اور علم بیان میں ماہر نہ ہو اور ان کی تلاش وطلب میں اس نے زمانے صرف نہ کیے ہوں، اور تکلیفیں نہ جھیلی ہوں، اور حجت الٰہی (قرآن کریم) کے نکات سے آگہی اور معجزۂ محمدی (قرآن) کی تحقیق کے جذبے نے اس کو ان دو علوم کے مراجع کی ورق گردانی پر آمادہ نہ کیا ہو، تب تک وہ ان راستوں پر نہیں چل سکتا اور نہ ان قرآنی حقائق سے آگاہی کے لئے وہ غواصی کرسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ وہ دیگر ضروری علوم سے بھی بہرہ ور اور تحقیق وحفظ کی دولت سے مالا مال ہو اور کثیر المطالعہ اور کتب بینی کا دلدادہ ہو۔''

درحقیقت امام زمخشریؒ ان تمام وسائل سے لیس تھے جو مفسر قرآن کے لئے ضروری ہوتے ہیں، چنانچہ ان کے انہی علمی نبوغ ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ ایک ایسی تفسیر لکھنے میں کامیاب ہوگئے، جس نے تفسیری حقائق کو کھول کر سب کے سامنے رکھ دیا۔ قرآنی مشکلات کو حل اور اس کے نظم سے متعلق ایسے ایسے لطائف ونکات بیان کیے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ دل کو موہ لینے والے فوائد اور علمی جواہر پاروں کے قوام کو انہوں نے الفاظ کے خوبصورت سانچوں میں یوں ڈھال لیا جیسے خوبصورت ہار کی لڑی میں پروئے ہوئے بیش قیمت موتی۔ امام زمخشریؒ کو اپنی تفسیر پر بڑا ناز تھا، اپنی تفسیر کی مدح میں وہ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

إن التفاسير في الدنيا بلا عدد ۔۔۔ وليس فيها لعمري مثل كشافي

إن كنت تبغي الهدى فالزم قراءته ۔۔۔ فالجهل كالداء والكشاف كالشافي

یعنی: ۱- دنیا میں تفاسیر تو بے شمار ہیں، مگر میری بقا کی قسم! میری کشاف جیسی کوئی نہیں۔

۲- اگر تو ہدایت کا طلب گار ہے تو اس کے مطالعہ کو لازم پکڑ، کہ جہل ایک بیماری ہے اور کشاف ہی اس سے شفا دینے والی ہے۔

امام زمخشریؒ اپنی کتاب پر ناز کرنے میں حق بجانب ہیں، اس پر انہیں ہدف ملامت نہیں بنایا جاسکتا۔ ان کی کتاب واقعی اپنے باب میں منفرد اور یگانہ روزگار ہے اور وہ اس قابل ہے کہ اس پر فخر کیا جائے۔ حتی کہ ان کے مخالفین نے بھی ان کی علمیت اور مہارت کا اور ان کی تفسیر کی فوقیت اور علو مرتبہ ومقام کا اعتراف کیا ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆

© rasailojaraid.com